آلِ عمران : 35

إِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا
فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۔ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(جب عمران کی بیوی نے کہا: اے میرے رب! بیشک میں نے نذر [منت]
مانی ہے کہ جو [بچہ] میرے پیٹ میں ہے وہ تیرے لئے وقف ہے ۔ تو [اُسے]
میری طرف سے قبول فرما ۔ بیشک تو خوب سُننے والا، خوب جاننے والا ہے)

إِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا
(جب عمران کی بیوی نے کہا: اے میرے رب! بیشک میں نے نذر [منت]
مانی ہے کہ جو [بچہ] میرے پیٹ میں ہے وہ تیرے لئے وقف ہے)

عمران کی بیوی یعنی مریمؑ کی والدہ (عیسیٰؑ کی نانی) ۔

نَذَرْتُ (ن ذ ر) ← میں نے منت (نذر) مانی ۔

مُحَرَّرًا (ح ر ر) ← (اسم المفعول) آزاد کیا ہوا ۔
یہاں اِس سے مراد دنیا کے دھندوں سے آزاد، ماں باپ کی خدمت سے آزاد،
دنیا کی ذمہ داریوں سے آزاد، بیت المقدس کی خدمت کے لئے مخصوص،
عبادت کے لئے خالص

مُحَرَّرًا یہ مذکر ہے کیونکہ مریمؑ کی ماں کو یہ توقع تھی کہ انھیں بیٹا ہوگا ۔ بہرحال اِن آیات کی
تفسیر میں علماء نے کئی باتیں اسرائیلی روایات سے بیان کئے ہیں ۔ لیکن جتنا ہمیں قرآن و
حدیث میں بتایا گیا ہے اتنا ہی علم ہماری ہدایت کے لئے کافی ہے ۔ جن باتوں کا قرآن وحدیث میں
ذکر نہیں ملتا وہاں ہمیں خاموش رہنا چاہیئے ۔ ہوسکتا ہے کہ تاریخی روایات صحیح ہو لیکن ہمارے پاس کوئی
پختہ دلیلیں نہیں ہیں ۔ جس پر قرآن وحدیث خاموش ہیں اُس پر ہمیں زیادہ باتیں نہیں کرنی چاہیئے ۔
اگر کوئی بات ہمیں تاریخی روایات سے مل بھی جائے تو اُس میں ہماری کوئی ہدایت کا مسئلہ نہیں ہے ۔
بہرحال اُس زمانے میں دستور تھا کہ بعض لڑکوں کو ماں باپ اپنے حق سے آزاد
کر کے اللہ تعالیٰ کی نذر کر دیتے اور عبادت خانے کے سپرد کر دیتے ۔ مریمؑ کی ماں حاملہ
تھیں، انھوں نے بھی یہی نذر مانی کہ جو میرے پیٹ میں بچہ ہے اُسے میں تیری ہی
نذر کرتی ہوں ۔ یعنی اُس پر دُنیوی ذمہ داریوں کا کوئی بوجھ نہیں ڈالیں گے اور اُس کو
خالصتاً ہیکل کی خدمت کے لیے، دین کی خدمت کے لیے، تورات کی خدمت کے لیے وقف
کر دیں گے ۔ ہم اپنا بھی کوئی بوجھ اُس پر نہیں ڈالیں گے ۔ وہ تیرے لیے خالص کر دیں گے ۔
اکثر لوگ منت اُس وقت مانتے ہیں جب وہ مشکل میں ہوتے ہیں ۔ اور خود اپنے فائدے
کے لئے اُسے کچھ بناتے ہیں مثلاً کسی بچے کو قرآن حافظ اس لئے بناتے ہیں کہ وہ آخرت میں
کام آسکے ۔ چاہے وہ خود کتنے ہی گناہوں کے کام کر رہے ہو ۔
اِسی طرح اگر کوئی کسی بڑی چیز کی نذر مانے تو اکثر لوگ کام پورا ہونے کے بعد اِس کوشش میں
ہوتے ہیں کہ اس سے کیسے نجات حاصل کی جائے ۔ پھر اُس نذر کو پورا نہ کرنے کا کفارہ پوچھنے لگتے ہیں ۔ بہرحال
مریمؑ کی ماں نے اپنی سب سے محبوب چیز اللہ کے راستے میں دینے کی نذر مانی اور اُس منت
کو خوش دلی سے پورا بھی کیا ۔

لوٹ ۃ ۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ ہماری شریعت میں منت ماننے کو بہتر نہیں بنایا گیا ۔ یہ کوئی اچھا
عمل نہیں ہے کیونکہ منت مان کر کوئی شخص اپنے اوپر وہ چیز واجب کرتا ہے جو اُس پر واجب
نہیں تھی ۔ کبھی کبھار وہ منت پورا کرنا اُس کے لئے مشکل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اُسے پچھتانا پڑتا ہے ۔
ہماری شریعت میں حلال منت ماننا جائز تو ہے لیکن بہتر نہیں ہے ۔ بلاوجہ اپنے اوپر کوئی چیز واجب نہ
کرے ۔ جو چیزیں اللہ نے واجب کی ہے، وہ ضرور کرنا ہے ۔ منت ماننے سے رُک جائے ۔ اور رہی اولاد کی
بات! تو اپنی اولاد کو دیندار بنائے، نیک بنائے، اُن کی اچھی تربیت کرے ۔ اولاد کو جتنا دیندار
بنائے گے اتنا ثواب ملے گا ۔ اولاد اگر دیندار ہوگی تو دین کا کام کرے گی اور اپنے والدین کے لئے دعائیں کرے
گی لیکن منت ماننا اچھا عمل نہیں بتایا گیا ۔ منت ماننا جائز ہے اور اگر منت مان لیا تو اُسے پورا کرنا
واجب ہوگا ۔ اور منت نہ ماننا افضل ہے ۔ ہمیں اپنی شریعت پر عمل کرنا ہے ۔

فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ (پس تو مجھ سے قبول کر لے)

فَتَقَبَّلْ (ق ب ل) ← قبول کرنا ۔

یہاں اِقْبَلْ مِنِّيْ (تو مجھ سے قبول کر) نہیں کہا بلکہ مریمؑ کی ماں نے دعا کی فَتَقَبَّلْ
مِنِّيْ ۔ جو تَفَعَّلْ کے وزن پر مبالغہ ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ "تو مجھ سے پوری طرح قبول
کر" ۔

مریمؑ کی ماں کو اتنی بڑی قربانی دینے کے باوجود اپنے نیک عمل کی قبولیت کی
فکر تھی ۔ انھیں اِس بات پر کوئی تکبر نہیں تھا کہ میں نے بہت بڑی پیاری چیز
اللہ کے راستے میں لگائی ۔

إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (بے شک تو ہی ہے خوب سُننے والا، خوب
جاننے والا ہے ۔)

یعنی جو میں زبان سے کہہ رہی ہوں وہ تو سُن رہا ہے اور جو میرے دل کا حال ہے وہ
تو جانتا ہے ۔ تو ہی میرے اِس خیالات اور تمنا سے واقف ہے کہ میں کیا چاہتی
ہوں ۔

Compiled by : Bint A. Shakoor
(As-Saajidoon)